

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهِ إِلَّا مِنْ أَكْرَهٍ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ وَلَكِنْ
مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ عَذَابٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ط

مسئلہ

شکریہ دم جھاڑا

پر فیصلہ کن بحث

www.KitaboSunnat.com

مولانا حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑیؒ

لئے کاپتہ

حافظ عزیز الرحمن

مکتبہ تنظیم الہدیث چوک الگمراں لاہور



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِیْقِ الْإِسْلَامِیِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مِنْ أَكْثَرِ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ لَكِنْ
مَنْ شَرَحَ بِالْكَفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

مسئلہ

شکریہ دم جھاڑا

پر فیصلہ کن بحث

انرا

مولانا حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑی

طے کا پتہ

حافظ عزیز الرحمن

مکتبہ تنظیم الہدیت چوک الگراں لاہور

قیمت ۲/۱۵ روپے

۱۵۳ کیفیتِ بحث

مدت سے علماءِ دہلی کے مابین یہ نزاع چلی آتی ہے کہ بوقتِ ضرورت شرکیہ دم بھاڑ اجازت ہے یا نہیں؟ قائلین جواز پہلے مطلقاً جواز کا فتوے دیتے تھے خواہ اکراہ ہو یا نہ، لیکن اب وہ اکراہ کی صورت میں جواز کے قائل ہیں۔ اور بعض دیگر علماء کا بھی یہی خیال ہے کہ بصورتِ اکراہ شرکیہ دم بھاڑ اجازت ہے اور بعض کا خیال ہے کہ حالتِ اکراہ میں بھی شرکیہ دم بھاڑ ناجائز ہے۔ چنانچہ فقہ لقیں کی تحریریں ہمارے پاس سنچیں اور اس کے متعلق استفسار کیا چونکہ یہ علماء کی نزاع ہے اس لئے مختصر جواب نامناسب سمجھتے ہوئے مسئلہ مذکورہ پر مفصل بحث کی گئی جو رسالہ ہذا کی صورت میں ہدیہ ناظرین ہے امید ہے کہ ازالہ شکوک کے لئے کافی ہوگی۔ انشاء اللہ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(حافظ) عبداللہ امجدی رزورٹ ضلع انبالہ

۹۹... ہے ماہِ ذی القعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ دسمبر ۱۹۳۵ء

۰۸۲۵۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اکراہ کے وقت شریک و مہارٹا وغیرہ
کا کیا حکم ہے؟
اس کے متعلق پوری تفصیل

سوال

محذومی حضرت مولانا صاحب السّلام عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہ
بڑی عنایت ہوگی۔ مہربانی فرما کہ اس کا جواب ذرا جلد عنایت فرمادیں۔ بعد ازاں اللہ
بوقت اکراہ جبکہ دشمن کسی تنہا مسلمان کو گھیر لیں، سر پر تلوار لے کر کھڑے
ہو جائیں اور اس سے صاف کہہ دیں کہ شرک و کفر کریا کہیں کہ شرک و کفر کے
لفاظ کہہ یا کہیں کہ شریک و فسوں کریا کہیں کہ فلاں اقرار کریا اپنی بیوی کو طلاق
دے یا کہیں اپنے غلام آزاد کر تو ہم تجھے چھوڑ دیں گے ورنہ قتل کر دیں گے ایسے
اکراہ کے موقع پر اپنے دل کو ایمان پر مطمئن کر کے صرف اپنی جان بچانے
کے لئے بادل ناخواستہ ان کا کہا کر دے تو کیا وہ مشرک و کافر ہو جائے گا؟
اس کا اقرار اور طلاق اور عتاق شرعاً لازم ہو جائے گا؟ یا مطابق آیہ کریمہ

الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان اور بمطابق حدیث شریف
وما استكره وعلیه وغیرہ کے اس کے لئے اس اكراد کی صورت میں دل
کو مطمئن بایمان کر کے شرعاً جواز و رخصت ہے۔

مہربانی فرما کر اس جوابی کارڈ پر جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں گے
۔ اُمید کہ آں مخدوم مع الخیر ہوں گے۔ میں اپنی تحقیق کے مطابق اُسے
رخصت و جواز میں سمجھتا ہوں۔ اس لئے جناب سے مزید تحقیق کا طالب
ہوں۔ اللہ تعالیٰ بزرگ علماء کو لمبی عمریں عنایت فرما کر ہمیں ان سے مستفید
فرماتا رہے۔ جواب کا انتظار ہے۔ اس کارڈ پر جواب عنایت ہو۔ فقط والسلام
(محمد ازہلی دفتر اخبار محمدی ۹/۵)

جواب

بخدمت مولانا محمد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ کئی دنوں
سے آپ کا کارڈ آیا ہوا ہے۔ خیال تھا کہ مفصل جواب لکھوں۔ کیونکہ مسئلہ
بحث طلب ہے۔ اس لئے جواب میں التوا ہو گیا۔ لیکن اب تفصیل کے لئے
کچھ زیادہ التوا ہوتا نظر آ رہا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ آپ کو
اطلاع کر دی جائے تاکہ تشویش نہ رہے۔

اكراد ہیں شرکیہ دم بھاڑا وغیرہ کی بابت میرے دل میں بڑا کھٹکہ ہے

جس کو میں تفصیلاً عرض کروں گا۔ انشاء اللہ

(عبداللہ قاسمی از روپڑ ضلع انبالہ مورخ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ)

حرم جناب حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذارش ہے کہ یہاں دہلی

میں ایک ایسا اہم علمی مسئلہ پیش آگیا ہے جس کی تحقیق کے لئے سب نے آپ کی ذات کو منتخب کیا ہے توجہ فرما کر منوں فرمائیں۔

سوال :- آج بتاریخ ۲۴ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۹۳۵ء

یوم شنبہ یہاں ایک چودہری مہر الدین صاحب سوداگر چرم دہلی کے گودام پر مابین مولینا محمد صاحب (جو ناگدھی) و مولانا عبدالستار صاحب مناظرہ

ہوا۔ اس فتویٰ پر جو مولوی عبدالستار صاحب نے اپنے ”صحیفہ“ میں چھاپا تھا۔ آخر فریقین کا اس تحریر پر اتفاق ہوا کہ ایک شخص کو سانپ، بچھو، گتے

وغیرہ نے کاٹ کھایا۔ کسی نو مسلم موحد کو دم جھاڑا شرکیہ منتر سے کرنا آتا ہے وہاں کسی کو بھی کوئی دوا یا دعاء وغیرہ معلوم نہیں۔ صرف اُسے شرکیہ منتر

یاد ہے۔ اُسے مجبور کر دیا جاتا ہے کہ اس مار گزیدہ پر شرکیہ دم جھاڑا کر دے تھک کر قتل کر دیا جائے گا۔ آخر اُسے اس اکراہ کی وجہ سے اپنی جان بچانے

کے لئے دل مطمئن بایان رکھ کر شرکیہ منتر سے اُسے غیر نافع سمجھ کر دم کر دینا جائز ہے۔ کسی مسلمان کی خیر خواہی کے لئے بوقت ضرورت و مجبوری

شکر کی منتر سے دم جھاڑا جائز نہیں۔ تاوقتیکہ کسی کی طرف سے مار ڈالنے کا اکراہ آور جبر نہ ہو۔

عبدالستار قلم خود

محمد قلم خود

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی فرضی صورت میں بحالت اکراہ شرک و کفر دونوں کی ایک ہی صورت ہے یا کچھ فرق ہے؟ اور ایسی فرضی صورت میں شرک کے جواز کا فتوہ ہو سکتا ہے؟

نوسط :- مہربانی فرما کر اس کا جواب بہت جلد مرحمت فرمائیں
جماعت المحدث پر بہت بڑا احسان ہوگا۔

حمید اللہ از دہلی صدر بازار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

جواب

اصل سوال کا جواب دینے کے لئے چند باتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اور ان ہی کے ضمن میں اصل مسئلہ کی تحقیق بھی ہو جائیگی۔ انشاء اللہ
اکراہ کا تعلق کس شے سے ہے؟
ظاہر سے یا باطن سے؟

قرآن مجید میں ہے -

جو شخص کفر بالمشد پر مجبور کیا جائے
اور دل اس کا ایمان کے ساتھ مطمئن
ہے۔ اس کے سوا جو ایمان کے بعد
کفر کرے۔ اور کفر بھی جی کھول کر
کرے۔ تو ایسے لوگوں پر خدا
کا غضب اور ان کے لئے بہت
بڑا عذاب ہے۔

من کفر بالله من
بعد ایمانه الا من اکراه
قلبه مطمئن بالإيمان
ولكن من شرح بالكفر
صدرا فعليه غضب
من الله ولهم عذاب
عظيم۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر اہل کفر کا تعلق ظاہر سے ہے باطن سے نہیں
اگر باطن سے بھی ہوتا تو خدا یہ نہ فرماتا کہ جو جی کھول کر کفر کرے۔ اُس پر
غضب ہے اور اُس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

کیا یہ حکم ابتداء اسلام کے ساتھ خاص ہے یا اب بھی باقی ہے؟

۱۔ مجاہد نے کہا ہے پہلے جنہوں نے
اظہار اسلام کیا وہ سات اشخاص
ہیں ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۔ ابوبکر رضی ۳

۱۱۔ قلا مجاہد اول من
اظهر الاسلام سبعة رسول الله
صلى الله عليه وسلم و ابوبكر و
خباب و صهيب و بلال و عمار

وَسُمِّيَتْ أُمَّا الرَّسُولِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ فَمَنْعَهُ ابُو طَالِبٌ وَأُمَّا
ابُو بَكْرٍ فَمَنْعَهُ قَوْمُهُ وَاخْتِذَ
الْآخَرُونَ وَالْبَسَاءُ دُرُوعَ
الْحَدِيدِ ثُمَّ اجْلَسُوا فِي
الشَّمْسِ فَبَلَغَ مِنْهُمْ الْجَهْدُ
بِحَرِّ الْحَدِيدِ وَالشَّمْسِ وَأَنَاهُمُ
ابُو جَهْلٍ يَشْتَمُهُمْ وَيُوجِّعُهُمْ
وَيَشْتَمُ سَمِيَّةٌ ثُمَّ طَعَنَ
الْحَرَبِيَّةُ وَقَالَ الْآخَرُونَ
مَا نَالُوا مِنْهُمْ غَيْرَ بَلَدٍ فَانْهَمُ
جَعَلُوا يَعْذِبُونَهُ فَيَقُولُ
أَحَدٌ أَحَدٌ حَتَّى مَلُوا نَكَفُوهَ
وَجَعَلُوا فِي عُنُقِهِ حَبْلًا مِنْ
لَيْفٍ وَدَفَعُوهُ إِلَى صَبِيَّانِهِمْ
يَلْعَبُونَ بِهِ حَتَّى مَلَوْهُ فَتَرَكُوهُ
قَالَ عَمَّا وَكَلْنَا نَتَكَلَّمُ بِالَّذِي

خَبَابِ رُف ۴ صَبِيْب ۵
بَلَلِ رُف ۶ عَمَارِطُ ۷ سَمِيَّةُ رُف
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے
چچا ابوطالب کی حفاظت میں تھے۔
اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حفاظت ان کی قوم نے
کی۔ باقی پچڑے گئے اور لوہے کی
نذر میں پہنائے گئے اور دھوپ میں
گر می سے ان کی تکلیف انتہاء کو
پہنچ گئی۔ اور ان کے پاس ابوجہل
آیا۔ ان کو گالی دیتا۔ ڈانٹتا خاکہ
سمیہ رضی اللہ عنہا کو۔ پھر سمیہ کی شرمگاہ میں
برجھی ماری۔ اور مجاہد کے علاوہ اوروں
نے کہا ہے کہ درجہ شہید ہوئے ان کے سوا
سب کو کفار نے چھڑ دیا مرنے بلال رضی
اللہ عنہ گئے اس کو انہوں نے عذاب دینا
شرع کیا وہ اصحاب کبار ایمانگاہ کفار
عذاب دیتے دیتے تھک گئے پھر شکنس

امرادواغیر بلال فہانت علیہ
 نفسه فترکوه قال خباب
 لقد اوقدوا لی نارا ما اطفأھا
 الا ردک ظہری
 (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۵۶-۵۷)
 کے۔ بلالؓ نے اپنی جان خدا کی راہ میں سہلی بھیجی۔ خبابؓ رضی نے کہا میرے لئے کفار
 نے آگ جلائی جس کو میری پیٹھ کی چربی نے بجھایا۔ یعنی میری پیٹھ کی چربی پگھلنے
 کے بعد بجھی۔

(۲) قال العلماء اول من اظهر
 الاسلام مع رسول الله صلى الله
 عليه وسلم سبعة ابوبكر و
 خباب وصهيب وبلال و
 عمار وابوہ۔ یا سروامہ
 سمیہ فاما رسول الله
 صلى الله عليه وسلم فمنعه
 الله من اذى المشركين بعه
 ابی طالب واما ابوبكر فمنعه
 علماء کہتے ہیں پہلے جنہوں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 اظہار اسلام کیا وہ سات آدمی ہیں۔
 ۱ ابوبکر رضی ۲ خباب رضی ۳
 صہیب رضی ۴ بلال رضی ۵
 عمار رضی ۶ اس کا والد یا سر
 اس کی ماں سمیہ رضی۔ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو تو خدا نے آپ کے چچا کی
 وجہ سے مشرکوں کی تکلیف سے محفوظ

قومه وعشیرتہ واخذ
الآخرون والبسوا اور ع الحید
واجلسوا فی حر الشمس بکة
فاما بلول فكانوا یعذبونہ
وهو یقول احدا حد حتی
اشترأه ابو بکر واعتقه و
قتل یاسر وسمیة کما تقدم
وقال خباب لقد اوقدوا لی
ناراً ما اطفأها الا داء ظہری
(خازن جلد ۳ ص ۱۲۵)

(۳) اغویج ابن جریر عن ابی
عبیدہ محمد بن عمار ابن
یاسر قال اخذ المشركون عمار
بن یاسر فخذبوه حتی قاربهم
فی بعض ما ارادوا فشا ذلك
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال النبی صلی اللہ کیف

رکھا۔ اور ابو بکر رض کی حفاظت ان کی
قرم نے کی۔ باقی پکڑے گئے۔ اور ان
کو لوہے کی زنجیروں پہنائی گئیں۔ اور
مکہ میں سورج کی پیش میں بٹھائے
گئے۔ بلال کو عذاب دیتے اور وہ
احد احد کہتا یہاں تک کہ اس کو ابو بکر
نے خرید کر آزاد کر دیا اور یاسر رض اور
سمیہ رض دونوں قتل کئے گئے۔ اور
جانبیے کہا میرے لئے انہوں نے آگ جلائی
جس کو میری پیچ کی چربی نے بجھایا۔

ابن جریر نے ابو عبیدہ رض سے
روایت کی ہے کہ مشرکوں نے عمار
بن یاسر رض کو پکڑ کر عذاب دینا
شروع کیا۔ حتیٰ کہ عمار نے کچھ باتوں
میں کفار کی موافقت کی پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا
ذکر کیا فرمایا تو اپنے دل کو کس طرح

تجد قلبك قال مطمئنا بالايان
 قال النبي صلى الله عليه وسلم
 ان عادوا فعد ورواه البيهقي
 باسطن من ذلك وفيه انه
 سب النبي صلى الله عليه
 وسلم وذكر الهمهم بخير
 فشكا ذلك الى النبي صلى الله
 عليه وسلم فقال يا رسول الله
 ما تركت حتى سببتك و
 ذكرت الهمهم بخير قال
 كيف تجد قلبك قال مطمئنا
 بالايان فقال ان عادوا فعد
 في ذلك انزل الله الامن
 اكره وقلبه مطمئن
 بالايان -

(ابن كثير جلد ۵ ص ۳۸)

پاتا ہے۔ کہا ایمان کے ساتھ مطمئن
 پاتا ہوں۔ فرمایا اگر وہ تیرے ساتھ
 پھر ایسا کریں تو تو بھی ایسا کرو بہیقی
 نے اس روایت کو ذرا تفصیل سے
 روایت کیا ہے۔ اور اس میں یہ بھی
 ہے کہ عمار رضی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو گالی دی۔ اور کفار کے
 معبودوں کو بھلائی کے ساتھ ذکر
 کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا
 تو اپنے دل کو کس طرح پاتا ہے؟
 کہا ایمان کے ساتھ مطمئن پاتا ہوں
 فرمایا اگر وہ پھر ایسا کریں تو تو بھی ایسا
 کرو اور اس بارے میں خدا تعالیٰ
 نے آیہ کریمہ الامن اکره وقلبه
 مطمئن بالایمان اتاری ہے۔

(۲) اخراج من السنن (۱) سے روایت ہے کہ

حاتم و ابن مردويه عن ابن عباس قال اراد رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يهاجر الى المدينة قال لا صحابه تفرقوا عني فمن كانت به قوة فليست اخرا الى اخر الليل ومن لم تكن به قوة فليذهب اول الليل فاذا سمعتم بي قد استقرت لي الارض فالحقوا بي فاصبح بلال المؤمن وخباب وعمار وجارية من قرين كانت اسلمت فاخذهم المشركون وابوجهل فعرضوا على بلال ان يكفرا بي فجعلا يصعون صرعا من حديد في الشمس يلبسونها اياها فاذا البسوها اياها قال احدا حد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو اپنے اصحاب کو کہا متفرق ہو جاؤ جو صاحب قوت ہو وہ اخیر رات تک انتظار کرے اور جو کمزور ہو وہ اول رات چل پڑے جب تم سنو کہ میرا انتظام ٹھیک ہو گیا ہے تو مجھے آبلو۔ بلال رضی، خباب رضی، عمار اور قریش کی ایک جاریہ نے اسی حال میں صبح کی مشرکوں نے اور ابو جہل نے ان کو کپڑا لیا۔ بلال رضی پر کفر پیش کیا بلال رضی نے انکار کر دیا۔ دھوپ میں لوہے کی بڑھ گرم کر کے بلال رضی کو پہناتے داد اس طرح سے عذاب دیتے، بلال رضی اُحد اُحد کہتے اور خباب رضی کو کانٹوں میں کھینچتے اور عمار رضی نے اپنے بچاؤ کے لئے

واما خباب فجعلوا يجبرونه
 في الشوك واما عمار فقال
 لهم كلمة اعجبتهم تقية و
 اما الجارية فوجد لها ابو جهل
 اربعة اوتاد ثم مدھا فادخل
 الحربة في قبلھا حتى قتلھا
 ثم خلوا عن بلال و خباب
 وعمار فلحقوا برسول الله ﷺ
 عليه وسلم فاخبروه بامرهم
 واشتد على عمار الذي كان
 تكلم به فقال رسول الله
 ﷺ عليه وسلم كان قلبك
 حين قلت اكان منشرجا
 بالذي قلت ام لا قال لا
 فانزل الله الا من اكره و
 قلبه مطمئن بالايمان -
 (رفع البيان جلد ۵ صفحہ ۲۸)

کفار کو ایک ایسی بات کہدی جس
 سے وہ خوش ہو گئے۔ اور جاریہ کیلئے
 ابو جہل نے چار مینیں گاڑیں۔ اور
 ان کے درمیان جاریہ رض کو کس کر
 شرم گاہ میں نیزہ مار کر شہید کر دیا
 پھر کفار نے بلال رض۔ خباب رض اور
 عمار رض کو چھوڑ دیا۔ وہ رسول اللہ
 ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا
 ملے اور رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم کو سب حال سنایا۔ عمار رض
 کو اس کلمہ کا بڑا فکر ہوا جس سے کفار
 خوش ہو گئے تھے۔ رسول اللہ
 ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
 تر نے یہ کہا اس وقت تیرا دل کیسا تھا
 (بھی کھول کر یہ کلمہ کہا یا ویسے؟ عمار رض نے کہہ
 دی کہ کھول کر نہیں کہا پس خدا نے یہ آیت اُتار
 دی الامن اکره و قلبه مطمئن بالايمان

(۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال
 اخذ المشركون عمارا بن
 ياسر فلم يتركوه حتى سب
 النبي صلى الله عليه وسلم و
 ذكر الهتهم بخير فتركوه
 فلما اتى النبي صلى الله عليه
 وسلم قال ما وراءك قال شروا
 تركت حتى سببت منك وفكرت
 الهتهم بخير قال كيف تجد
 قلبك قال مطمئنا بالايمن
 قال ان عادوا فعد فنزلت
 الا من اكره قال فذاك عمار
 بن ياسر ولكن من شرح بالكفر
 صدر اعبده الله بن ابي سرح
 اخرجہ البیهقی والحاکم وصححه
 وفي الباب روايات مصرحة
 بانها نزلت فيه وعن محمد

ابن عباس سے روایت ہے کہ
 مشرکوں نے عمار بن یاسرؓ کو پکڑ لیا
 اور عذاب دینا شروع کیا یہاں تک کہ
 عمار یاسرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو گالی دی اور ان کے
 معبودوں کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا
 پھر کفار نے عمار کو چھڑ دیا۔ جب
 عمارؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 آئے تو آپ نے فرمایا تیرے پیچھے کیا
 ہے؟ (یعنی تیرا اور کفار کا معاملہ کس طرح
 گذرا) کہا بہت بُرا مجھے انہوں نے نہیں
 چھڑایا یہاں تک کہ میں نے آپ کو بُرا بھلا
 کہا اور ان کے معبودوں کو اچھا کہا۔ فرمایا
 تو اپنے دل کو کیسا پاتا ہے؟ کہا
 ایمان کے ساتھ مطمئن پاتا ہوں۔ فرمایا
 اگر وہ لوٹیں تو بھی لوٹ۔ پس اللہ نے
 آیت الا من اکرہ اُتار دی۔ پس اس

بن سیرین قال نزلت هذه
الاية في عياش بن ربيعة و
عن ابن عباس قال هو عبد الله
بن ابي سرح الذي كان يسب
رسول الله صلى الله عليه
وسلم فانزله الشيطان فلقى
بالكفار امر به النبي صلى الله
عليه وسلم ان يقتل يوم فتح
مكة فاستجار له عثمان
بن عفان فاجاره النبي
صلى الله عليه وسلم وعن
الحسن وعروة مثله

رفتم البیان جلد ۵ صفحہ ۲۸

وقيل نزلت في اناس من
اهل مكة وقيل نزلت في
جبر مولى عامر بن الحضرمي
اكره سيدة على الكفر والاول

مراد عمار بن ياسرؓ ہے اور جی کھول کر کفر
کر نیرالے سے مراد عبد اللہ بن ابی سرح
ہے اسکو یہ بتائی گئی تھی کہ روایت کیا اور حکم
نے بھی روایت کیا اور صحیح بھی کہا۔ اور
اس بارے میں اور روایات بھی مراحۃ
آئی ہیں کہ یہ آیت (الامم اکرہ) عمار
بن یاسرؓ کے حق میں اتری ہے۔ اور محمد
بن سیرینؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں
یہ روایت عیاش بن ربیعہ کے حق میں اتری
ہے اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ
جی کھول کر کفر کرنے والے سے مراد
عبد اللہ بن ابی سرحؓ ہے یہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا شیطان
نے اس کو پھسلا دیا مرتد ہو کر کفار سے
جا ملا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔
عثمانؓ نے اس کے لئے پناہ کی ورنہ سب

اولیٰ والحق ان الایة عامۃ
فی کل من اکره وقلبه
مطمئن بالایمان وان کان
السبب خاصا۔

رفع البیان جلد ۵ ض ۲۵

آتری ہے جو اہل مکہ سے ایمان لائے
تھے اور کہا گیا ہے کہ جبر کے حق میں آتری ہے جو عمار بن حفص کا آزاد کردہ تھا۔
اس کے آقا نے اس کو کفر پر مجبور کیا۔ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں اس آیت کا
اثر ناسخ ہے۔ اور حق بات یہ ہے کہ آیت عام ہے جو ہر اس شخص کو شامل
ہے جس کو کفر پر مجبور کیا گیا۔ اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔ اگر چہ
شان نزول (یعنی اترنے کا باعث) خاص شے یا خاص شخص ہو۔

(۶) نزلت فی عمار بن یاسر

وذلك ان المشرکین اخذوه

واباه یاسر وامه سمیة و

صہیبا وبلالا وخبابا وعلما

فخذ یوہم لیرجعوا عن

الاسلام فاما سمیة ام عمار

فانہا ربطت بین یحیرین

یہ آیت عمار بن یاسر کے حق میں آتری

ہے۔ عمار کو، اس کے باپ یا سر کو، اس کی

مان سمیہ کو اور صہیب۔ بلالؓ۔ خبابؓ

سالم رضی اللہ عنہم سب کو کفار نے پکڑ کر عذاب

دینا شروع کیا تاکہ یہ دین اسلام سے مرتد

ہر جائیں سمیہ کو دو اونٹوں کے درمیان

باندھ کر اس کی شرمگاہ میں برہمنی ماری اور

ووجئ قبلها بحربة (وقالوا
 انك اسلمت من اجل الرجال
 (تفسير كبير جلد ۵ ص ۳۵۲)
 فقتلت وقتل نروجهيا سر فوما
 اول قتيلين قتلا في الاسلام
 واما عمار فان اعطاهم
 بعض ما ارادوا بلسانه مكرها
 قال قتادة اخذ بنو المغيرة
 عمار او غطوه في برميمون
 وقالوا له اكفر بمحمد
 فبايعهم على ذلك وقلبه
 كاره واخبر رسول الله
 صلى الله عليه وسلم ان
 عمار اكفر فقال كلات
 عمار املى ايمان من قرنه
 الى قدمه واخطط الایمان
 بلحمه ودمه فاتى عمار رسول الله

کہا تو مردوں کی خاطر اسلام لائی ہے
 پس اس کو شہید کر دیا گیا۔ اور اس کا خاوند
 یا سر بھی شہید کر دیا گیا۔ اسلام میں بیوزن
 پہلے شہید ہیں۔ اور عمار رضی نے زبان سے
 مجبوری میں وہ کلمہ کہہ دیا جو کفار چاہتے
 تھے۔ قتادہ کہتے ہیں بنو مغیرہ نے
 عمار رضی کو کپڑے کی میون کے کنوٹیں میں
 غوطے دئے۔ اور کہا محمد سے (معاذ اللہ)
 کفر کر۔ عمار رضی نے ان کی موافقت کی۔
 اور اس کا دل اس سے تنفر بھتا۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
 بات کی خبر دی گئی۔ اور کہا گیا عمار رضی
 کافر ہو گیا۔ فرمایا یہ گروہ نہیں عمار سر
 سے پاؤں تک ایمان سے بھر رہا ہے
 اور ایمان اس کے رگ و ریشہ میں سرایت
 کر گیا ہے۔ عمار رضی ہوا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وہو یکی
 فقال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ما وراءك قال
 شریا رسول اللہ صلیت منك
 وذکرت (الہتھم بخیر)
 فقال کیف وجدت قلبك قال
 مطمئنا بالایمان فجعل النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم یسح
 عینہ وقال ان عادواک
 فعد لهم بما قلت فنزلت
 هذه الاية وقال مجاهد نزلت
 فی اناس من اهل مکتة امنوا
 فکتب اليهم بعض اصحاب
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 ان هاجروا الینا فانالونراکم
 مناحتی تهاجروا فخرجوا
 یریدون المدینة فامرکتم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیرے
 پیچھے کیا ہے؟ (یعنی کفار سے تیرا معاملہ
 کس طرح گذرا) کہا یا رسول اللہ بہت
 بُرا۔ آپ کو بُرا بھلا کہا۔ اور ان کے
 معبودوں کو بھلائی سے ذکر کیا۔ فرمایا
 تو نے اپنے دل کو کس طرح پایا؟ کہا
 ایمان کے ساتھ مطمئن پایا پس رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے غمار کی آنکھوں سے
 آنسو پونچھے اور فرمایا اگر وہ لوٹیں تو
 تو بھی لوٹ اسی بات کے ساتھ جو
 تو نے کہی، پس یہ آیت اُتر آئی۔ اور
 مجاہدؒ نے کہا یہ آیت مکہ کے کئی لوگوں
 کی بابت اُتری ہے جو ایمان لائے
 (ہجرت نہیں کی بعض صحابہؓ نے (دیکھا)
 ان کو لکھا کہ تم جب تک ہجرت نہیں
 کرتے ہم تمہیں اپنے سے نہیں سمجھتے
 وہ ہجرت کرتے ہوئے مدینہ کی طرف

نکلے قریش کو پتہ لگا۔ انہوں نے
 رستہ میں ان کو پکڑ کر دین سے پھیرنا
 شروع کیا وہ اکراہ کی حالت میں دین
 سے پھر گئے۔ لیکن مجاہدؒ کا یہ قول
 ضعیف ہے۔ کیونکہ آیت مکہ شریف
 میں نازل ہوئی ہے اور یہ شروع
 اسلام ہجرت کے حکم سے پہلے کا واقعہ
 ہے (اور مجاہدؒ کے اس قول سے
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت حکم ہجرت
 کے بعد مدینہ میں اُتری ہے اس لئے
 یہ ضعیف ہے اور متقاتل نے کہا ہے یہ
 آیت حیر کے بارے میں اُتری ہے
 جر عامر بن حضرمی کا آزاد کردہ ہے اسکے
 آقا عامر نے اس کو کفر پر مجبور کیا
 اُس نے اکراہ کی حالت میں کفر منظور
 کیا اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن

قریش فی الطريق فغتنوهم
 عن دينهم فكفروا كارهين
 وهذا القول ضعيف لان الآية
 مكية وكان هذا في اول الاسلام
 قبل ان يومروا بالهجرة و
 قال مقاتل نزلت في جبرمولى
 عامر بن الحضرمي اكرهه
 أسيدہ على الكفر فكفر مكرها
 وقلبه مطمئن بالايمان ثم
 اسلم عامر بن الحضرمي وحسن
 اسلامه وهاجر الى المدينة و
 الاولى ان يقال ان الآية عامة
 في كل من اكره على الكفر
 وقلبه مطمئن بالايمان و
 انى كان السبب خاصا۔

بخاری جلد ۳ ص ۱۱۱

تھا۔ اس کے بعد اس کا آقا بھی مسلمان ہو گیا۔ اور اس کا اسلام اچھا ہو گیا اور مدینہ

کی طرف ہجرت کی۔ اور بہتر یہ ہے کہ کہا جائے یہ آیت عام ہے جو کفر پر مجبور کیا جائے اور دل اس کا ایمان کے ساتھ مطمئن ہو اس کو شامل ہے (خواہ عمار رضہ یا کوئی اور) اگرچہ شانِ نزول دُائرتہ کا باعث (عمار) ہو۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اگرچہ متعدد واقعات ہوئے ہیں مگر اصل شانِ نزول عمار بن یاسر رضہ کا واقعہ ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم ابتدائے اسلام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اب کوئی موقعہ ہو جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ عمار رضہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ کوئی موقعہ ایسا پیش آئے تو تو ایسا ہی کر۔ نیز اصول کا قاعدہ ہے کہ حکم شانِ نزول پر بند نہیں ہوتا بلکہ عام ہوتا ہے۔ چنانچہ فتح البیان اور خازن کی عبارت مذکورہ بالا میں اس کی تصریح ہے۔

اکراہ کی حد کیا ہے ؟

کس کس شے کے ساتھ اکراہ ہو سکتا ہے ؟

اکراہ کے لفظی معنی جبر کے ہیں۔ اور حقیقت اس کی یہ ہے کہ معاملہ اس کے اختیار میں نہ رہے۔ اور یہاں یہی مراد ہے کیونکہ ایک تو یہ اکراہ حقیقی معنی ہے دوم کفر کوئی معمولی شے نہیں کہ معمولی تکلیف کی وجہ سے اس کو اختیار کر لیا جائے۔

تفسیر خازن میں ہے اور اسی کے قریب تفسیر کبیر میں ہے۔

علماء نے کہا ہے کہ جس اکراہ کے ساتھ
کلمہ کفر جائز ہے وہ یہ ہے کہ ایسا عذاب
دیا جائے جس کو برداشت کرنے کی
طاقت نہ ہو۔ جیسے قتل کی ضرب
شدید، اور زبردست دکھ کی
دھمکی۔ جیسے آگ سے جلانا
اور اس کے مثل کوئی اور تکلیف

قال العلماء يجب ان يكون
اكراه الذي يجوز ان تليفظ
معه بكلمة الكفر ان يعذب
بعذاب لا طاقة له به مثل
التخويف بالقتل والضرب
الشديد والايوت القوية
مثل التحريق بالنار ونحوه۔

(خازن جلد ۲ ص ۱۴۵)

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کفر نہ کرنا اور جان و دین بہتر ہے
چنانچہ آگے تفصیل آتی ہے۔ اگر کسی ہلکی تکلیف کی وجہ سے ایمان کا چھوڑنا
اور کفر اختیار کرنا جائز ہوتا تو ایمان کے بچانے کے لئے جان و دین افضل
نہ ہوتی بلکہ بہتر یہ ہوتا کہ جان بچانے کے لئے کفر اختیار کرے۔ جیسے
بھوک سے بے قراری کے وقت اگر جان جانے کا خطرہ ہو تو مرد و خنجر
وغیرہ محرّمات کا کھانا اہم ہو جاتا ہے۔ اگر نہ کھائے اور جان دیدے
تو یہ کوئی بہتر شے نہیں۔ چنانچہ اس کا ذکر بھی آگے آتا ہے۔

اکراہ کے وقت کو نسی صورت بہتر ہے
کیا کفر اختیار کرے یا جان دیدے؟
تفسیر خازن میں ہے۔

اجمعوا علی ان من اکره علی
الکفر لا یجوز لہ ان یتلفظ بکلمۃ
الکفر تصریحاً بل یا قی بالمعارض
وبما یوہم اذ ھذا کفر فلو اکره علی
النصریح یباح لہ ذلک بشرط
طمانینۃ القلب علی الایمان غیر
معتقد ما یقولہ من کلمۃ الکفر
ولو صبر حتی قتل کان افضل
لان یا شر وسمیۃ قتل و لم یتلفظ
بکلمۃ الکفر ولان بلا لا صبر
علی العذاب ولم یدل علی ذلک
(خازن جلد ۳ ص ۱۷۵)

”اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جو
مجبور کیا جائے وہ صراحتاً کلمہ کفر نہ کہے بلکہ
ایسے الفاظ بولے جن کا صحیح مطلب بھی
ہو۔ اور اس سے کفر کا معنی ظاہر نہ
اگر صراحت پر مجبور کیا جائے تو صراحت
مباح ہے لیکن دل ایمان کے ساتھ مطمئن
ہو۔ اور جو زبان سے کہے اس کا اعتقاد
نہ رکھے اور اگر صبر کرے یہاں تک کہ شہید
ہو جائے تو یہ بہتر ہے اسی لئے عمار رضی
اللہ عنہ کے والدین یا شر اور سمیۃ شہید ہو گئے اور کلمہ
کفر زبان سے نہیں کہا۔ اور اسی لئے جلال
نے عذاب پر صبر کیا اور اس پر اس کو عذاب

نہیں کی گئی کہ جب اس حالت میں کفر جائز ہے تو صبر کی کیا ضرورت ہے؟“

یہ تفسیر کبیر میں اس کی مثال میں اِنَّ مُحَقَّدًا کَذَّابٌ ذکر کیا ہے چنانچہ لکھا ہے: ”یَا قِیْلَہُ“

تفسیر ابن کثیر میں ہے ۔
 اتفق العلماء علی ان المکروه
 علی الکفر یجوز له ان یواقی ابقاء
 لمہجته ویجوز له ان یابی کما
 کان بلال رضی اللہ عنہ یابی
 علیہم ذلک وہم یفعلون بہ
 الا فاعیل حتی انہم لیضعون
 الصخرة العظيمة علی صدرہ
 تمام علماء اس پر متفق ہیں کہ کفر پر مجبور
 کئے گئے کو جائز ہے کہ اپنی جان بچانے
 کے لئے مرافت کرے اور جائز ہے کہ
 انکار کرے جیسے بلال رضی اللہ عنہ کو
 کفار بڑی بڑی تکلیفیں پہنچانے یا تک
 کر سخت گرمی میں بلال رضی اللہ عنہ کی چھاتی پر
 بھاری پتھر رکھتے اور شرک کا حکم دیتے
 اور بلال رضی اللہ عنہ کو رکھتے اور کہتے خدا کی

بقیہ ماشیہ ص ۲۲

اجمعوا علی انہ عند ذکر کلمۃ
 الکفر یحب علیہ ان یرئی قلبہ من الرضا
 بہ وان یقتصر علی التعرضات مثل
 ان یقول ان محمداً کذاب ولعینی
 عند الکفار او یعنی بہ محمداً
 اخر او یدکرہ علی نیت الاستفہام
 بمعنی الانکار
 اس پر علماء کا اجماع ہے کہ اگر اہل کفر
 وقت جب کہ کفر کہے تو دل سے اسے پسند
 نہ کرے اور محتمل الفاظ پر کفایت کرے
 جیسے کہ محمد کذاب ہے تو مراد یہ رکھے کہ
 تمہارے نزدیک یا محمد سے کوئی اور محمد
 مراد رکھے یا استفہام انکاری کی نیت کرے
 یعنی یہ مراد رکھے کیا محمد کذاب ہے ؟
 یعنی محمد حبشیہ شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا ۱۲
 (تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۳۵)

فی شدة الحر ویامرونہ بالشرك
باللہ فیابی علیہم وهو یقول احد
احد ویقول واللہ لو اعلم کلمۃ
اغیظ لکم منها لعلتہا رضی اللہ
عنه وارضاه وکذلک حبیب
بن نرید الانصاری لما قال لہ
مسئلۃ الکذاب الشہدان
محتمدان رسول اللہ فیقول نعم
فیقول الشہدان رسول اللہ
فیقول لا اسمع فلم یزل یقطعہ
ارباً ارباً وهو ثابت علی ذلک
(تفسیر ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۳۸۲)

تفسیر کبیر میں ہے۔

قسم اگر میں (توحید کا) کوئی کلمہ ایسا جانتا
جس سے تمہیں اس سے زیادہ جوش
آتا تو میں وہی کہتا۔ اسی طرح حبیب
بن زید نے کیا جب میلہ کذاب نے
اس کو کہا کہ تو اس بات کی شہادت دیتا
ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہے تو کہا۔ ہاں
کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا
رسول ہوں؟ کہا مجھے سنائی نہیں دیتا
اسی طرح میلہ کذاب اس سے سوال
کہ تار ہا اور اس کا ایک ایک حضور کا شتا
رہا یہاں تک کہ شہید کر دیا؟

اجمعوا علی انہ لیسحب علیہ
التکلم بکلمۃ الکفر ویدل علیہ
وجوہا احدها ان
بل لا صبر علی ذلک العذاب

• علامہ کا اس پر اجماع ہے کہ اگر اہل
کے وقت کلمہ کفر ضرور دینی نہیں۔ جس
کی کئی وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ بلال رضی
نے صبر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وكان يقول احد احد ولم يقل
رسول الله صلى الله عليه وسلم
بئس ما صنعت بل عظمه عليه
فذل ذلك على انه لا يجب التكلم
بكلمة الكفر وثانيهما ما روى
ان مسيلمة الكذاب اخذ رجلين
فقال لاحدهما ما تقول في محمد
فقال رسول الله فقال ما تقول
في قال انت ايضا فخلاه وقال
للاخر ما تقول في محمد فقال
رسول الله قال ما تقول في قال
انا اصم فاعاد عليه ثلاثا فاعاد
جوابه فقتله فبلغ ذلك رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال اما
الاول فقد اخذ برخصة الله و
اما الثاني فقد صدع بالحق فنبأه
وجه الاستدلال بهذا الخبر من

نے اس کو ملاست نہیں کی بلکہ اس پر
اس کی عزت کی۔ دوم مسیلہ کذاب نے
دو مسلمان پکڑ لئے۔ ایک سے کہا تو محمد کے
حق میں کیا کہتا ہے؟ کہا وہ اللہ کا رسول
ہے۔ کہا میرے حق میں کیا کہتا ہے؟ کہا
تو بھی (اللہ کا رسول ہے) اور دوسرے
کو کہا، تو محمد کے حق میں کیا کہتا ہے؟
کہا میں بہرہ ہوں۔ تین دفعہ پوچھا۔
تینوں دفعہ اس نے یہی جواب دیا۔ آخر
اس نے اس کو شہید کر دیا۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو
فرمایا۔ پہلے نے رخصت الہی پر عمل
کیا۔ دوسرے نے حق کو ظاہر کیا
اس کے لئے مبارک ہو۔

اس حدیث سے دو طرح سے
ثابت ہوا کہ اکراہ کے وقت کلمہ کفر
ضروری نہیں۔ ایک یہ کہ اس کا نام

وجہین الاول انه سمي التلظ
بكلمة الكفر رخصة والثاني
انه عظم حال من امسك عنه
حتى قتل -
تفسير كبير جلد ۵ ص ۳۵۶

رضت رکھا۔ اگر کلمہ کفر ضروری
ہوتا تو فرماتے اس نے فرض الہی
پر عمل کیا۔ دوم یہ کہ جس نے کلمہ کفر
نہیں کہا اس کی آپ نے بڑائی کی اور
اس کو مبارک باد دی

ایک اعتراض اور اس کا جواب

عن معاذ رحمہ او صانی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعشر
کلمات قال لا تشرك بالله شيئا
وان قتلت او حرق (المديث)
رواه احمد (باب الکبائر)

معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے
دس باتوں کی وصیت کی ایک یہ کہ خدا
کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کر خواہ تو
قتل کیا جائے یا جلایا جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اکراہ کی حالت میں بھی کفر جائز نہیں
پس یہ آیت الامم اکراہ کے خلاف ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ فضیلت
پر محمول ہے۔ پس اس صورت میں یہ حدیث بھی افضلیت پر دلیل ہوئی کہ
اکراہ کے وقت کلمہ کفر کا ضروری ہونا تو کجا بہتر یہ ہے کہ صبر کرے اور شہید
ہو جائے۔

بعض اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اگر اہ کے وقت جی کھول کر شرک نہ کر سب زبان سے جائز ہے مگر یہ جواب ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جبر کرنے والا یہ تو کہتا ہی نہیں کہ جی کھول کر شرک کر۔ کیونکہ اس کو جی کا کیا پتہ۔ وہ تو صرف اتنا کہتا ہے کہ شرک کر ورنہ میں قتل کر دوں گا۔ یا جلا دوں گا۔ یا اس قسم کی کوئی اور دھمکی دیتا ہے۔ تو اس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تو اس کی دھمکی کی وجہ سے شرک نہ کر۔ پس جیسے جبر کرنے والے کی کلام میں جی کھول کر مراد نہیں ہوتا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں جی کھول کر مراد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ درحقیقت اسی کے مقابلہ میں ہے۔ چنانچہ وان قلت او حرقت سے ظاہر ہے۔

تنبیہ

اس حدیث میں کچھ ضعف ہے۔ اس لئے اس کو افضلیت پر معمول کرنا بہتر ہے۔ علماء نے بھی اس کو افضلیت پر معمول کیا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ آیت میں اگر اہ کے وقت کفر کی رخصت ہے اور اس حدیث میں شرک کا ذکر ہے۔ پس یہ آیت کے منافی نہیں لیکن یہ ان بعض علماء کی غلطی ہے۔ کیونکہ کفر و شرک ایک ہی شے ہے۔ چنانچہ اخیر میں اس کی بحث آئے گی۔ انشاء اللہ

کیا اگر اہل کفر کے وقت صرف یہاں ہی سے کفر جائز ہے؟
یا کفر کے فعل کی بھی اجازت ہے؟
تفسیر فتح البیان میں ہے:-

ذهب الحسن البصري	حسن بصری رو۔ اندامی رو شافعی
والا وناعي والشافعي ومحنون	سمعون رو اس طرف گئے ہیں کہ یہ
الى ان هذه الرخصة جاءت	رخصت مرن قول میں ہے۔ فعل
في القول واما في الفعل فلا رخصة	میں نہیں جیسے سجدہ لغیر اللہ پر مجبور
مثل ان يكره على السجود لغير الله	کیا جائے لیکن آیت الا من اكره كما
ويدفعه ظاهر الآية فانها عامة	ظاہر اس کو رو کرتا ہے۔ کیونکہ
فيمن اكره من غير فرق بين القول	یہ آیت عام ہے۔ اس
والفعل كما تقدم	میں قول فعل میں فرق
رفتح البیان جلد ۵ ص ۲۸۹	نہیں کیا

صاحب فتح البیان کا یہ کہنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ حسن بصری رو وغیرہ کا
مذہب مندرج ذیل حدیث کے موافق ہے۔

عن طارق بن شهاب ان	طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے
رسول الله صلى الله عليه وسلم	روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال دخل الجنة رجل في ذباب	نے فرمایا ایک شخص کمٹی کی وجہ سے جنت

ودخل النار وجل في ذباب قالوا
وكيف ذلك يا رسول الله قال
مروجلان على قوم لهم صنم
لا يجاوزونه احد حتى يقرب
شيئا قالوا الا وحدهما قرب قال
ليس عندى شئ اقرب قالوا
اقرب ولو ذبابا فقرب ذبابا
فخلوا بسبيله فدخل النار و
قالوا لا خير قرب قال ما كنت
لا قرب لاحد شيئا دون الله
عز وجل فضربوا عنقه فدخل
الجنة مرواه احمد قال ابن القيم
قال الامام احمد "حدثنا ابو معاوية
ثنا الاعمش عن سليمان ابن ميسرة
عن طارق بن شهاب يرفعه قال

میں داخل ہوا اور ایک مکھی کی دھڑ سے
جہنم میں داخل ہوا۔ صحابہؓ نے کہا،
یا رسول اللہؐ کیسے طرح؟ فرمایا دو شخص
ایک قوم پر سے گذرے۔ ان کا ایک
بت تھا۔ اس پر نذر چڑھا ئے بغیر
گھڑنے نہ دیتے۔ ان دونوں سے
ایک نے ان کو کہا نذر چڑھا۔ اس نے
کہا میرے پاس کچھ نہیں۔ انہوں نے
کہا ایک مکھی ہی چڑھا دے۔ اس
نے ایک مکھی چڑھا دی۔ انہوں نے
اس کو چھوڑ دیا وہ جہنم میں گیا۔ اور
دوسرے کو انہوں نے کہا۔ کوئی
نذر چڑھا۔ اس نے کہا میں خدا کے
سوا کسی کی نذر نہیں چڑھا سکتا انہوں
نے اس کو قتل کر دیا۔ پس وہ جنت

لے۔ یہ اسناد بالکل صحیح ہے مرن ائٹھ کے ملس ہر نیکاشد ہے مگر حافظ ابن حجرؒ نے طبقات المدلسین میں

اس کی تدلیس دوسرے درجہ کی شمار کی ہے جو صحیح حدیث کو مفسر نہیں ملاحظہ ہو طبقات المدلسین ۱۲

دخل بجل الجنة (کتاب التوحید) میں داخل ہو گیا۔
 لمحمد بن عبد الوہاب مع شرحه
 فتح المجید ص ۶

کتاب التوحید میں اس حدیث پر یہ بھی لکھا ہے۔

وفيه انه دخل النار بسبب
 لم يقصده ابتداء وانما فعله
 تخلصا من شر اهل الصنم وفيه
 ان ذلك الرجل كان مسلما قبل
 ذلك والا فلولا لم يكن مسلما
 يقل دخل النار في ذباب -
 "جس شخص نے مکھی نذر چڑھائی وہ
 ایسی جہ سے آگ میں داخل ہوا جس کی
 بابت پہلے اس کا قصد نہ تھا۔ صرف
 بہت دنوں سے جان بچانے کی خاطر
 اُس نے ایسا کیا نیز اس سے یہ بھی معلوم
 ہوا کہ یہ شخص پہلے مسلمان تھا۔ اگر مسلمان
 نہ ہوتا تو اس کے آگ میں داخل ہونے کی وجہ آپ مکھی نہ بیان فرماتے (کیونکہ اگر مکھی
 نہ چڑھاتا تو بھی جہنمی تھا)"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فعل میں شرک کی رخصت نہیں۔ اگر فعل میں
 رخصت ہوتی تو مکھی چڑھانے والا جہنمی نہ بنتا۔ اگر کہا جائے کہ شاید اُس نے

لے بعض کہتے ہیں یہ اسرائیلی واقعہ ہے جو ہمارے لئے دلیل نہیں مگر اس حدیث میں کوئی نغضایا نہیں جس
 سے اس کا اسرائیلی ہونا سمجھا جائے خدا جانے انہوں نے کہاں سے سمجھا لیا اگر بالضرع اسرائیلی ہو تو کوئی حرج
 بھی نہیں کیونکہ یہ ایسا ہے جیسے قرآن مجید میں ہابری عورت کے لئے خدا تعالیٰ نے گذشتہ امتوں کے واقعات ذکر کئے
 ہیں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ذکر کیا ہے تاکہ ہم اس فعل سے پرہیز کریں۔ ۱۲

جی کھول کر کھٹی چڑھائی ہو۔ اس لئے وہ جہنمی ہو گیا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ جب وہ شخص مسلمان تھا اور وہاں سے گزرنے والا تھا تو پھر جی کھول کر کفر کرنا بعید امر ہے۔ ہاں اگر وہاں کا مقیم ہوتا تو کہا جاسکتا ہے کہ ہمیشہ کی تکلیف سے بچنے کی خاطر شاید اس نے اسلام ترک کر دیا ہو۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جہنمی ہونے کی وجہ صرف کھٹی چڑھانا بتلایا ہے جی کھولنا نہیں بتلایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھٹی چڑھانا ہی بُرا ہے خواہ دل سے چڑھائے یا اوپر سے۔“

رہی یہ بات کہ فعل اور قول میں کیا فرق ہے۔ قول میں اجازت ہے اور فعل میں نہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو خدا تعالیٰ نے ابتلا اور آزمائش کے لئے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ یعنی خدا نے موت و حیات اس لئے پیدا کی ہے کہ تمہیں آزمائے کہ تم سے غلوں میں اچھا کون ہے، اور آزمائش فعل میں زیادہ ہے اور قول میں معمولی ہے کیونکہ کہنا آسان ہے اور کرنا مشکل۔ پس جو چیز آزمائش میں اصل ہے اس میں شرک کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ قول معمولی ہے۔ اس میں اجازت دے دی گئی ہے۔ پھر جب اُدپر کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فعل میں جائز نہیں تو ہمیں فرق نہ معلوم ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ ہمارا کام حکم کی تعمیل ہے نہ باریکیاں چھانٹنا۔

بعض افعال میں اگر اہم تصور نہیں
اور بعض افعال کے نتیجہ میں علماء کا اختلاف

تفسیر خازن میں ہے :-

قال العلماء من الافعال ما
 يتصور الاكراه عليها كشرب الخمر
 واكل لحم الخنزير والميتة ونحوها
 فمن اكره بالسيف او القتل على
 ان يشرب الخمر او ياكل الميتة
 او لحم الخنزير او نحوها جازله ذلك
 لقوله تعالى ولا تعلقوا بآيديكم الى
 التهلكة وقيل لا يجوز ذلك ولو
 صبر لكان افضل ومن الافعال
 ما لا يتصور الاكراه عليه كالزنا ونحو
 الاكراه يوجب الخوف الشديد و
 ذلك يمنع انتشار الالة فلا يتصور
 فيه الاكراه واختلف العلماء في

علماء نے کہا ہے کہ بعض افعال میں اگر
 کی صورت ہو سکتی ہے جیسے شراب کا
 پینا، خنزیر اور مردار کا کھانا اور ان کے
 مثل اور افعال میں جو شخص تلوار کے ساتھ
 یا کسی اور طرح سے قتل کے ساتھ شراب
 پینے پر یا خنزیر اور مردار کے کھانے پر
 یا اس طرح کی کسی اور شے پر مجبور کیا گیا
 تو اس کے لئے یہ اشیاء جائز ہوں گی
 بلکہ ان کا استعمال اہم ہوگا، کیونکہ قرآن مجید
 میں ہے اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو
 اور کہا گیا ہے کہ ان اشیاء کا استعمال
 جائز نہیں۔ اگر صبر کرے تو افضل ہے
 اور بعض افعال ایسے ہیں کہ ان میں اگر

طلاق المکره فقال الشافعی واكثر العلماء ولا يقع طلاق المکره وقال ابو حنیفۃ يقع حجة الشافعی ومن وافقه قوله سبحانه لا اکراه فی الدین ولا یحکم ان یقول المراد نفی ذاته لان ذاته موجودة فوجب حملة علی نفی اثامه والمعنی انه لا اثر له ولا عبرة به۔

(خازن جلد ۳ صفحہ ۱۴)

آیت کریمہ لا اکراه فی الدین ہے۔ یعنی ”دین میں جبر نہیں“ اس آیت کا یہ مطلب تو ہونہیں سکتا کہ دنیا میں اکراه کا وجود ہی نہیں۔ کیونکہ وجود تو موجود ہے پس اس کا یہ معنی ہوگا کہ اکراه کا اثر کچھ نہیں۔ یعنی اکراه کا کچھ اعتبار نہیں۔ جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہوگا کہ اکراه کی حالت میں جو کام ہوگا شرع میں وہ کام معتبر نہیں (پس طلاق مکرہ شرعاً طلاق نہیں) تفسیر کبیر میں ہے:-

من الافعال ما یقبل الذکراه
علیه کالقتل والتکلم بکلمۃ الکفر

بعض افعال اکراه کو قبول کرتے ہیں
جیسے کسی کو کلمہ کفر پر مجبور کیا جائے اور

بعض افعال اکراہ کو قبول نہیں کرتے
جیسے زنا کیونکہ اکراہ شدت خوف کی
وجہ سے انتشار آلت سے مانع ہے
اگر زنا کرے گا تو سمجھا جائے
گا کہ اس نے اپنے اختیار
سے کیا ہے۔ اکراہ سے نہیں
کیا۔

ومنه ما لا يقبل الاكراه عليه قيل
وهو الزنا لان الاكراه يوجب
الخوف الشديد وذلك يمنع من
انتشار الالة فحيث دخل الزنا
في الوجود دل انه وقع بالاختيار
لا على سبيل الاكراه۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۳۵)

تفسیر فتح البیان میں ہے:-

قرطبی دیکھتے ہیں مفسرین اور دیگر
اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص
کفر پر مجبور کیا جائے یہاں تک کہ اس
کو اپنی جان کے قتل کا خطرہ ہو تو اس
وقت اس کو کفر میں کوئی گناہ نہیں
بشرطیکہ اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن
ہو۔ اور اس کی بیوی بھی اس سے جدا
نہیں ہوگی۔ نہ اس پر کفر کے احکام
جاری ہوں گے۔ اور محمد بن حسن امام اربعینؒ

قال القرطبي اجمع المفسرون
واهل العلم على ان اكراه على الكفر
سقط خشي على نفسه القتل انه
لا اثم عليه ان كفر وقلبه
مطمئن بالايان ولا تبين منه
زوجته ولا يحكم عليه بحكم الكفر
وحكى عن محمد بن الحسن انه
اذا اظهر الكفر كان مرتدا في
الظاهر وفيما بينه وبين الله

علی الاسلام وتبین منه امرأتہ
 ولا یصلی علیہ ان مات ولا یروث
 اباہ ان مات مسلما و هذا القول
 مردود علی قائلہ بالکتاب
 والسنۃ (رفع البیان جلد ۵ ص ۲۳)
 کے شاگرد سے حکایت کیا گیا ہے کہ
 ظاہر میں اس کا حکم مرتد کا ہوگا۔ اور
 خدا کے نزدیک وہ اسلام پر ہوگا (جس کا
 مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے
 کہ وہ گنہگار نہیں ہوگا۔ ظاہر میں اس پر

احکام کفر کے جاری ہوں گے) اُس کی بیوی اس سے جدا ہو جائے گی۔ اگر مر گیا
 تو اس کا جنازہ نہیں پڑھا جائے گا۔ اگر اس کا باپ مسلمان مر جائے تو یہ اس کا
 وارث نہیں ہوگا (یہاں تک کہ مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہیں کیا
 جائے گا) اور یہ قول مردود ہے۔ اور کتاب و سنت کے بالکل خلاف ہے
 دیکھو نیکہ کتاب و سنت میں جب اکراہ کی حالت میں کفر کی اس کو اجازت
 ہے تو ہم اس کے ساتھ کافروں والا برتاؤ کس طرح کر سکتے ہیں مثلاً کوئی دیسے
 بخنزیر کھائے تو وہ فاسق ہو جاتا ہے اور ہم اس کے ساتھ فاسقوں والا برتاؤ کرینگے
 اور اگر اکراہ کی حالت میں یا بھوک سے سبقتیاری کے وقت کھائے تو اس کے ساتھ
 فاسقوں والا برتاؤ نہیں کریں گے کیونکہ اس وقت شریعت کی طرف سے اس کو
 خنزیر کی اجازت ہے ٹھیک اسی طرح اکراہ کی حالت میں کفر کا حکم ہوگا؟

اکراہ کی حالت میں اگر کسی کا کفر دوسروں کے فتنے کا باعث ہو
یا کفر ہی اسی قسم کا ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔ ؟

تفسیر ابن کثیر میں ہے :-
”حافظ ابن عساکر نے عبد اللہ بن حذافہ

قال الحافظ بن عساکر في

ترجمة عبد الله بن حذافة السهمي

احد الصحابة انه اسرته الروم

فجاء به الى ملكهم فقال له

تنصروا نأشركك ملكي وازواجك

ابنتي فقال لو اعطيتني جميع

ما تملك وجميع ما تملك العرب

على ان ارجع عن دين محمد

صلى الله عليه وسلم طرفة

عين ما فعلت فقال اذا اقتلك

فقال انت وذاك فامر به فسلط

وامر الروماة فرموة قريبا من

يديه ورجليه وهو يعرض عليه

دين النصرانية فيا بي ثم امر به

سہی رمز جو جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کے

ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ ان کو روم نے

قید کر لیا۔ اپنے بادشاہ کے پاس لے

آئے۔ بادشاہ نے کہا تو نصرانی ہو جا

میں تجھ کو اپنی بادشاہی میں شریک

کروں گا۔ اور تجھے اپنی لڑکی نکاح

کروں گا۔ کہا اگر تو مجھے اپنی ساری

سلطنت دے اور تمام عرب کی سلطنت

بھی مجھے مل جائے کہ میں ایک لمحہ

کے لئے دین محمد ہی سے پھر جاؤں

تو میں نہیں پھر سکتا۔ بادشاہ نے

کہا اس وقت میں تجھے قتل کر دوں گا

کہا، تجھے اختیار ہے۔ بادشاہ

نے حکم دیا کہ اس کو سولی پر لٹکا دو۔

فَاَنْزَلَ ثُمَّ اَمَرَ بِقَدْرِ وَفِي رَوَايَةٍ
 بِقَرَّةٍ مِنْ نَحْسٍ فَاحْمِيَتْ وَجَاءَ
 بِاسِيرٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَالْقَاهُ وَهُوَ
 يَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ عِظَامٌ تَلُوحُ وَعَرَضَ
 عَلَيْهِ فَاَبَى فَاَمْرَانِ يَلْقَى فِيْهَا
 فَرْنَعٌ فِي الْبَكْرِ لِيَلْقَى فِيْهَا
 فَبَكَى فَطَمَعَ فِيْهِ وَدَعَاهُ فَقَالَ
 اِنِّىْ اِنَّمَا بِكَيْتٌ لِّاَنْ نَّفْسِيْ اِنَّمَا
 هِيَ نَفْسٌ وَاحِدَةٌ تَلْقَى فِي الْقَدْرِ
 السَّاعَةِ فَاحْبَبْتَ اَنْ يَكُوْنَ لِيْ
 عِدَدُ كُلِّ شَعْرَةٍ فِيْ جَسَدِيْ
 نَفْسٌ تَعَذِّبُ هَذَا الْعَذَابُ فِي
 اللّٰهِ وَفِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ اَنْ يَجْعَلَهُ
 وَمَنْعَهُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ اِيَّاهَا
 ثُمَّ ارْسَلَ عَلَيْهِ بِخَمْرِ وَلَحْمٍ
 خَنْزِيرٍ فَلَمْ يَقْرَبْهُ ثُمَّ
 اسْتَدْعَاهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ

اور تیرا نوازوں کو حکم دیا کہ اس کے
 ہاتھوں اور پاؤں کے قریب تیرا رو
 وہ تیرا رتے اور بادشاہ اس پر
 دین نصرانیت پیش کرتا۔ مگر وہ انکار
 کرتا رہا۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا۔
 تاجے کی ایک دیگ چڑھائی گئی اور
 تپائی گئی۔ پھر عبداللہ بن حذافہ کے
 سامنے ایک مسلمان قیدی لا کر اس میں
 ڈال دیا۔ جو اسی وقت چھرم ہو کر بڑیاں
 ہو گیا۔ عبداللہ بن حذافہ کو پھر نصرانی
 ہونے کے لئے کہا مگر انہوں نے
 انکار کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو
 اس دیگ میں ڈال دو۔ جب ان کو
 دیگ میں ڈالنے کے لئے چرخ پر
 چڑھایا گیا تو وہ رونے لگے۔ بادشاہ
 نے خیال کیا کہ شاید اب یہ اپنے دین
 سے پھر جائے۔ اسی طمع پر بادشاہ

تاکل فقال اما هو فقد حل لي
ولكن لما كن لاشمتك فـ
فقال له الملك فقبل راسي و
انا اطلقك واطلق جميع
اسارى المسلمين قال فقبل راسه
فاطلقه واطلق معه جميع
اسارى المسلمين عنده فلما
رجع قال عمر بن الخطاب
حق على كل مسلم ان يقبل
راس عبد الله بن حذافه و
ابدأ فقام فقبل راسه۔
(ابن کثیر جلد ۵ ص ۳۸۲)

نے پھر اس کو دین نصرانیت کی طرف
بلایا۔ عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں
موت کے ڈر سے نہیں رویا بلکہ اسلئے
دیا ہوں کہ اس وقت میری صرف
ایک جان راہ الہی میں قربان ہو رہی
ہے۔ کاش! میرے بدن پر بالوں کی
گنتی کے برابر ایک ایک جان ہوتی اور
وہ راہ الہی میں اسی طرح قربان ہوتی
اور بعض روایتوں میں ہے کہ بادشاہ
نے کئی دن عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو جیل
میں بھوکا پیاسا رکھا پھر شراب اور خنزیر
کا گوشت بھیجا عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ

اس کے قریب بھی نہ گئے۔ بادشاہ نے بلا کر دریافت کیا کہ تجھے کھانے سے کیا
مانع ہے؟ کہا اگرچہ اس وقت میرے لئے شراب اور خنزیر حلال ہے۔ لیکن
میں اپنی بابت تیرے جیسے دشمن کو خوش کرنا نہیں چاہتا۔ بادشاہ نے کہا
اچھا تو میرے سر کا برسر لے لے۔ میں تجھے اور تیرے ساتھ مسلمانوں کے تمام
قیدی چھوڑ دوں گا۔ عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کے سر کا برسر لیا۔ بادشاہ نے

ان کو اور ان کے ساتھ مسلمانوں کے تمام قیدی چھوڑ دئے۔ جب واپس آئے تو حضرت عمرؓ نے (یہ قصہ سن کر) فرمایا کہ ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ عبداللہ بن حذافہ کے سر کا بوسہ لے۔ اور سب سے پہلے میں بوسہ لیتا ہوں پھر کھڑے ہوئے اور بوسہ لیا۔

عبداللہ بن حذافہؓ نے اس واقعہ میں نہ کلمہ کفر پڑھا نہ شراب پی۔ نہ خنزیر کا گوشت کھا یا اگر شراب اور گوشت کی بابت یہ کہا کہ یہ میرے لئے حلال ہے۔ صرف دشمن کی خوشی پوری کرنے کے لئے اس کو استعمال نہیں کیا۔ جس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ دوسرے قیدیوں کے لئے ایک فقہ کا باعث تھا۔ کیونکہ جب اتنا بڑا آدمی پھلتا ہوا نظر آئے تو پھر دوسروں میں اتنی بڑی قربانی کی جرأت نہیں رہتی اور ان کے ارتداد کا رستہ کھل جاتا ہے۔

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ میدان جنگ سے بھاگنے والے کے لئے قرآن مجید میں سخت وعید آیا ہے۔ جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایک کے بھاگنے سے دوسروں کا دل ٹوٹ جاتا ہے حالانکہ اپنی جان بچا کر بھاگ جانا کلمہ کفر کی نسبت معمولی ہے۔ مگر چونکہ اس میں دوسروں کے لئے رستہ کھلتا ہے۔ اس لئے یہ حرام ہو گیا بلکہ اس پر ایسا سخت وعید آیا کہ سن کر دل کا پتھر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فقد باء بغضب من الله
وماواه جهنم وبئس المصير
۱۹

۱۔ اس پر خدا کا غضب ہے اور اس کا
ٹھکانا جہنم ہے اور جہنم لوٹنے کی
بڑی جگہ ہے۔

پس جب کلمہ کفر میں دوسروں کے لئے رستہ کھلنے کا ڈر ہو تو وہ کس طرح
جائز رہ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلقِ قرآن کے مسئلہ میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ
پر جب امتحان کا وقت آیا اور بادشاہ نے ان کو طلب کیا جس سے جان کا
خطرہ ہوا تو کسی دوست نے ان کو رائے دی کہ قرآن مجید میں اکراہ کے
وقت کلمہ کفر کی اجازت ہے۔ آپ بھی اسی پر عمل کرتے ہوئے قرآن کو
مخلوق کہیں۔ باہر بہت دنیا کا ہجوم تھا۔ لوگ امام احمدؒ کے خیال کے
منتظر تھے۔ فرمایا باہر نکل کر دیکھ کس قدر لوگ جمع ہیں۔ اس نے نکل کر دیکھا تو
زمین پٹی ہوئی تھی۔ امام احمدؒ کو اگر خبر دی تو فرمایا۔ میں اپنا بوجھ تو اپنے
ذمے لے سکتا ہوں۔ اتنی دنیا کا بوجھ اپنے اوپر نہیں اٹھا سکتا۔ جس سے
امام احمدؒ کا مطلب یہی تھا کہ قرآن مجید کی آیت اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ مگر
اس کا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ وہ کلمہ کفر صرف کلمہ کفر کہنے والے کی
ذات تک محدود رہے۔ اگر اس سے اوروں کے عقائد بدلنے کا اندیشہ
ہو تو پھر اس آیت کے تحت اجازت نہیں بلکہ اس وقت یہ میدان جنگ
سے بھاگنے کی مثال ہے۔ اگر کلمہ کفر مطلقاً کہنا جائز ہو تو نبی کو بھی اکراہ

کے موقع پر کلمہ کفر کی اجازت ہوگی تو معاذ اللہ پھر تبلیغ کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔ اور شیعوں کا تقیہ کا مسئلہ بھی درست ہو جائے گا۔ مگر یہ کسی صورت جائز نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اگر اہل کی بھی بعض صورتیں ایسی ہیں کہ وہاں جان دے دینا ہی ضروری ہے۔ اور ان ہی میں سے ایک یہ صورت ہے کہ اگر اہل سے کسی کا خون کرنا درست نہیں۔ یعنی اس کو کہا جائے کہ تو فلاں کا خون کر ورنہ تجھے قتل کر دیا جائے گا تو اس وقت اس پر ضروری ہے کہ خود قتل ہو جائے۔ اور دوسرے کو قتل نہ کرے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ سے ایک روایت میں ہے کہ اگر قتل کرے گا تو اس پر قصاص واجب ہوگا۔ یعنی مقتول کے عوض اس کو قتل کیا جائے گا۔ ملاحظہ ہو تفسیر جلد ۵ صفحہ ۳۵۶۔

خلاصہ یہ کہ اگر اہل کی آیت ایسی عام نہیں کہ خواہ کتنا ہی نقصان ہو جائے کلمہ کفر کی اجازت دے دی جائے بلکہ وہ صرف ہندی میں قتل ہانڈی ابلے اپنے کندھے سارے تک محدود ہے۔ یعنی امام احمد رحمہ اللہ کے قول کے مطابق دوسرے کا بوجھ لینے کی اجازت نہیں۔

شرکیہ دم جھاڑا کس قسم سے ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟
اسہ شرکیہ دم جھاڑا کی طرف آئیے۔ اول تو وہ زنا کے حکم میں ہے

یعنی اس میں اکراہ کی صورت ہی پیدا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ عملیات کا اثر توجہ پر موقوف ہے۔ اور اکراہ توجہ کے متانی ہے کیونکہ شدت خوف کی وجہ سے انسان توجہ نہیں ڈال سکتا۔ علماء کو ایسی فرضی صورتیں بنائی لائق نہیں جن کا وقوع ہی نہ ہو۔ خاص کر ایسی فرضی صورتیں بنا کر اختلاف ڈالنا اور لوگوں کی تشویش کا باعث بننا یہ کس قدر مذموم ہے۔ خدا اس سے محفوظ رکھے اور علماء کو سمجھ دے کہ وہ اپنے فرائض منصبی کو سمجھ کر لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنیں۔ آمین۔

دوم۔ شرکیہ دم بھاڑا میں فعل کا دخل ہے۔ کیونکہ دم میں پہلے پڑھا جاتا ہے۔ پھر چھوٹا جاتا ہے نیز اس میں توجہ ہوتی ہے بلکہ اور کئی کام کرنے پڑتے ہیں۔ جیسے فیتے جلانا۔ دھوئی دینا وغیرہ اور ظاہر ہے کہ پھر نکلا اور توجہ ڈالنا اور دیگر کام کرنا فعل ہیں۔ اور اوپر گند چکا ہے کہ اکراہ کے وقت صرف مکہ کفر کی اجازت ہے۔ فعل کی اجانت نہیں۔ پس اس

۱۔ اگر کہا جائے کہ شرکیہ دم بھاڑا سے مراد شرکیہ دم بھاڑا کے الفاظ ہیں توجہ وغیرہ مراد نہیں تو اسکی بابت عرض ہے کہ پھر اس سلسلہ میں بحث کرنا ہی فضول ہے کہ اکراہ کے وقت شرکیہ دم بھاڑا اجازت ہے کیونکہ توجہ وغیرہ کے بغیر دم بھاڑا ہی نہیں بنتا پھر ایسے نازک مسائل میں الفاظ کچھ بولنے اور راد کچھ رکھنی اور خواہ مخواہ لوگوں کی تشویش بلکہ گراہی کا باعث بننا کیا یہ علماء کی شان ہے؟ معاذ اللہ۔ ۱۲

بنا پر شرکیہ دم جھاڑنا جائز ہوا۔ تو گویا اول تو یہ صورت فرضی ہے۔ اور فرضی کے علاوہ فعل ہونے کی وجہ سے منع ہے۔

سوم ۱۔ اس سے لوگوں کا فتنے میں پڑنے کا خطرہ ہے کیونکہ جب لوگ اس کا اثر دیکھیں گے تو خواہ مخواہ اس میں مبتلا ہوں گے۔ دنیا کا اکثر حصہ جو شرکیات میں مبتلا ہے۔ وہ یہی دلائل پیش کرتا ہے کہ فلاں قبر پر یہ ہو گیا۔ فلاں مزار پر یہ شئی مل گئی۔ فلاں اس منتر سے کامیاب ہوا۔ چنانچہ کسی قدر اس کی تفصیل ہمارے رسالہ سماع موتی میں موجود ہے۔ اگر زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو صراط مستقیم ابن تیمیہؒ مجالس الابرار صیانتہ الانسان۔ ردو حلال۔ بلوغ الامین شاہ ولی اللہؒ ملاحظہ فرمادیں۔ اور اہل بدعت کی کتابیں تو اس قسم کے واقعات اور اس قسم کے دم جھاڑا سے بھری پڑی ہیں جن کو دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ دنیا کی گراہی کا بڑا سبب یہی ہے بلکہ عام طور پر لوگوں میں اس کا مشاہدہ بھی ہو رہا ہے اور ابھی گزرا ہے کہ اکراہ کے وقت کلمہ کفر بے شک جائز ہے مگر جو صورت لوگوں کے فتنے کا باعث ہے وہ جائز نہیں۔ پس شرکی دم جھاڑا کی تاثیر چونکہ دنیا کی گراہی کا باعث بنتی ہے۔ اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شرکیہ دم جھاڑا کی اجازت نہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے۔

عن عوف بن مالک الأشجعی عوف بن مالک الأشجعی سے روایت کر

تال کنا نرقی فی الجاہلیۃ
فقلنا یا رسول اللہ کیف تری فی
ذلك فقال اعرضوا علی رقاکم
لو باس بالرقی ما لم یکن فیہ
شُرک۔ رواہ مسلم

(مشکوٰۃ کتاب الطب)

ہم جاہلیت میں دم بھاڑا کرتے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا
تو آپ نے فرمایا اپنے دم بھاڑے
مجھ پر پیش کرو۔ فرمایا دم بھاڑ میں
کوئی حرج نہیں۔ جب تک
شرکیہ نہ ہو۔

یہ حدیث عام ہے اس سے تخصیص کے لئے کسی زبردست دلیل کی
ضرورت ہے۔ یہی آیت اکراہ نسو اس کا حال معلوم ہو چکا کہ اس کا دائرہ محدود
ہے نہ فعل اس میں داخل ہے نہ فتنہ کی صورت میں داخل ہے نہ دوسرے
کا خون اس میں داخل ہے وغیرہ۔ اگر اکراہ کی وقت قتل کے خوف سے شرکیہ دم بھاڑا
درست ہو تو لازم آتا ہے کہ جس کو سانپ کاٹ جائے اگر وہ خود شرکیہ دم بھاڑا
جانتا ہو تو مرنے کے خوف سے وہ اپنے پر شرکیہ دم بھاڑا کر سکتا ہے۔ دیکھئے یہاں
دوسرے کے اکراہ کے بغیر ہی شرکیہ دم بھاڑا جائز ہو گیا حالانکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث میں فرماتے ہیں کہ دم بھاڑا میں کوئی حرج نہیں
جب تک اس میں شرک نہ ہو۔

کیا کفر اور شرک ایک ہیں یا دو؟

صفحہ ۱۱ میں حدیث گزر چکی ہے۔ لا تشرک باللہ شیئا وان قتل

ادھو وقت۔ یعنی خدا کے ساتھ شرک نہ کر اگرچہ تو قتل کیا جائے یا جلایا جائے
یہ حدیث بظاہر آیت الامن اکھرہ کے منافی ہے اس کا جواب
وہیں صلیا میں گزر چکا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں۔ آیت مذکورہ میں اکراہ کے
وقت کفر کی رخصت ہے شرک کی نہیں۔ اور اس حدیث میں شرک کا ذکر ہے
پس کفر جائز ہے شرک جائز نہیں لیکن یہ ان کی ڈبل غلطی ہے۔ جس کے کئی
وجوہات ہیں۔

وجہ اول :- آیت کریمہ الامن اکھرہ عمار رض کے حق میں اُتری ہے
اور عمار رض نے شرک ہی کیا تھا۔ چنانچہ اُس پر شانِ نزل گزر چکا ہے کہ عمار نے بتوں کا
ذکر خیر کے ساتھ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بُرائی کی۔ اور زلزالِ عامہ وغیرہ میں اور
صحابہ کی نسبت بھی آیا ہے کہ کفار ان سے لات وعز می وغیرہ کو الاکہلو اتے۔
وجہ دوم :- جیسے آیہ کریمہ انّہ من یشوک باللہ فقد حرم اللہ
علیہ الجنۃ میں مشرک پر جہنم حرام کی ہے۔ اسی طرح آیہ کریمہ ان اللہ
حرمہما علی الکافرین ہیں کافروں پر بھی جہنم حرام کی ہے جب نتیجہ
دونوں کا ایک ہے تو فرق فضول ہے۔ اگر کہا جائے کہ مشرک اور کافر پر
لے اس روایت میں شرک سے مراد وہ مشرک ہے جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے
ورنہ ویسے تو زیادہ کو بھی قرآن مجید میں شرک کہا ہے چنانچہ سورہ کہف کی آخری آیت میں ہے
ولا یشوک بعبادۃ ربہ احدا۔ اس سے مراد یہ ہے - ۱۲

جنت کا حرام ہونا یہ شرک کفر کے ایک ہونے کی دلیل نہیں۔ جیسے آگ اور آفتاب دونوں حرارت کا باعث ہیں۔ اور سوئی اور کانٹا چھنے سے درد ہوتا ہے مگر ہیں دونوں الگ۔ ٹھیک اسی طرح شرک و کفر کو سمجھ لینا چاہیئے جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ آگ اور آفتاب اسی طرح سوئی اور کانٹا بعض باتوں میں مختلف ہیں لیکن بعض باتوں میں ان کا اختلاف ہے۔ مثلاً آفتاب سے موسم بدلتے ہیں۔ کھیتیاں بچتی ہیں۔ آگ سے کھانا تیار ہوتا ہے۔ کئی طرح کے کارخانے چلتے ہیں۔ سوئی سلائی کے کام آتی ہے۔ کانٹے میں یہ بات نہیں۔ اس لئے یہ الگ الگ شمار ہوتے ہیں۔ برخلاف کفر و شرک کے کہ ان کا الگ الگ نتیجہ نہیں نکلتا تو پھر آگ اور آفتاب وغیرہ پر قیاس کس طرح صحیح ہوگا۔ اگر کہا جائے کہ کفر اکراہ کے وقت جائز ہے۔ اور شرک جائز نہیں تو ان کا نتیجہ الگ الگ ثابت ہو گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہی تو محل نزاع ہے کسی اور بات میں ان کا نتیجہ الگ الگ بتلاؤ تو ہم سمجھ لیں گے کہ کفر اور شرک کا جنت کے حرام کرنے میں متفق ہونا ان کے ایک ہونے کی دلیل نہیں۔

وجہ چہارم: کفر اور شرک کے لغوی معنی میں اگرچہ فرق ہے۔ شرع میں ایک ہی ہیں۔ کیونکہ جو کافر ہو کر اسلام سے باہر ہو جاتا ہے۔ اس کا معبود اس کی ہوا نفسانی ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے اِٰرَٰثِیۡتۡ مِّنۡ لِّتٰخٰذِ

اللہ ہوا یعنی اس شخص کو تو نے دیکھا ہے جس نے اپنا مبعود اپنی ہوا کو بنا رکھا ہے؟ اس کی پوری تفصیل ہمارے اشتہار ”کلہ توحید“ میں ملاحظہ ہو جو رسالہ گراموفون کے ساتھ شامل ہے۔ پس جب شرع میں کفر و شرک میں کوئی فرق نہیں تو اکراہ کے وقت کفر کو جائز کہنا بعینہ شرک کو حائز کہنا ہے۔

وجہ پنجم :- خدا نے شرک کو کفر کہا ہے اور کفر کو شرک، چنانچہ آیہ کریمہ **لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ** اور اس کے بعد کی آیت **ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ** میں ہے پہلی آیت میں مسیح کو عین خدا ماننا کفر ہے۔ اور اس کو شرک کہا ہے۔ اور دوسری آیت میں ثالث ثلاثہ (یعنی خدا کو تیسرا تینوں کا ماننا شرک ہے۔ اس کو کفر کہا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ دونوں ایک ہیں۔

وجہ ششم :- احادیث میں ہے کہ بندے کے درمیان اور شرک کے درمیان فاصلہ ترک صلوٰۃ ہے۔ یعنی ترک صلوٰۃ سے مشرک ہو جاتا ہے اور یا ترک صلوٰۃ کو شرک کہا۔ اور احادیث میں اس کو کفر بھی کہا گیا ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ دونوں ایک ہیں۔

تنبیہ :- اگر بالفرض کفر اور شرک میں فرق ہو تو عام خواص کا فرق یعنی کفر عام ہو گا۔ جس میں شرک بھی داخل ہے جیسے قرآن مجید میں سورۃ

لَم یکن الذین کفروا کے شروع میں اہل کتاب اور مشرکین دونوں کو کافر کہا ہے۔ اور آیہ کریمہ الامن احقرہ میں اکراہ کے وقت کھر کی رخصت ہے۔ پس اس کے ضمن میں شرک کی بھی رخصت ہو گئی۔ ہاں شکر یہ دم جھاڑا کسی صورت جائز نہیں۔ چنانچہ اوپر تفصیل ہو چکی ہے۔

ولخرج عوانا ان الحمد لله رب العالمین

قمر مقلدین میں زلزلہ

آج تک کسی کو جواب کی جرأت نہ پڑی

۱۱۰۳

الكتاب المستطاب

عربی میں چھپ گئی

تصنیف امام العصر مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب محدث روپڑی

یہ کتاب مولانا امیر شاہ دیوبندی کے رسالہ فصل الخطاب کا مکمل جواب ہے جو انہوں نے قرأت فاتحہ خلف الامام کے رد میں لکھا تھا۔ محدث روپڑی نے تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دیکر مولانا امیر شاہ کی ساتھ صرفی دشمنی کا نقشہ بھی دیا ہے جس کو دیکھ کر یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ مولانا مولی یاقوت کے آدمی ہیں۔ کتاب قابل دید ہے۔ عمدہ کتاب، اعلیٰ طباعت، دلائی کاغذ

مکتبہ عزیز نیہ۔ جامعہ الہیہ، چوک دال گراں۔ لاہور

۹۹۔۔۔ ہے دال ناؤں۔ لاہور

08252

فہرست کتب مکتبہ تنظیم اہل حدیث

تصانیف محدث روپڑیؒ	تصانیف مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
فتاویٰ اہلحدیث ۸۴-۰	تفسیر ثنائی - ۱۰۰-۰
کتاب المستطاب عربی ۲۵-۰	قرآن مجید ثنائی - ۶۵-۰
اہلحدیث کے امتیازی مسائل ۹-۰	اہلحدیث کا مذہب - ۳-۰
رفع الیدین اور آمین ۷-۵۰	مقدس رسول - ۳-۰
رد بدعات ۵-۲۵	خلافت و رسالت ۱-۵۰
وسیلہ بزرگان ۳-۰	القرآن العظیم ۱-۵۰
عرس اور گیارھویں ۲-۲۵	اجتہاد و تقلید ۲-۰
حکومت اور علمائے ربانی ۳-۰	تصانیف فیض عالم صدیقی
تصانیف ابن تیمیہؒ	حقیقت مذہب شیعہ ۳۶-۰
کتاب الوسیلہ ۲۲-۰	اختلاف امت کا المیہ ۳۶-۰
تفسیر آیت کریمہ ۱۸-۰	سلطان ٹیپو شہیدؒ ۲۵-۰
تفسیر سورہ اخلاص ۱۲/۵۵	صدیقہ کائنات ۲۵-۰
افادات ابن تیمیہؒ ۶-۰	عزت رسول ۱۰-۰
توحید کیا ہے - ۳-۰	سیدنا حسن بن علی ۸-۲۵
شرک کیا ہے ۲-۵۰	شہادت ذوالنورینؒ ۹-۰
مجذوب ۱-۵۰	

مکتبہ تنظیم اہلحدیث "چوک الگراں لاہور"